بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اشارات

وَأْمُرْ أَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا (۲۰-۱۳۲)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ ہی کے دَور میں یہ حکم دیا گیا اور اللہ تعالیٰ کا روئے سخن حضورؐ کی طرف ہونے کے باوجود یہ حکم آپؐ کے لیے خاص نہیں ہے، بلکہ دوسرے بہت سے احکام کی طرح آپ کے واسطے سے تمام اہلِ ایمان کو ایک اہم ہدایت دی گئی ہے۔ ہدایت یہ ہے کہ گھر والوں (بیوی بچوں) کو نماز اور زکوٰۃ کی ادائیگی کی تاکید کرو اور اس رویے پر مضبوطی سے جمے رہو۔ یعنی ایک آدھ بار ذراسی بات کہہ کر یا ڈانٹ ڈپٹ کر یا تعمیل حکم کرا کے معاملہ ڈھیلا نہ چھوڑ دو کہ بس کبھی سال دو سال بعد یاد آئے تو پھر آواز اُٹھا دی جائے۔ اہل و عیال کی تربیت ایک مستقل پروگرام ہے۔

"صلوٰۃ و زکوٰۃ" کی حد تک یہ حکم محدود نہیں ہے بلکہ پورے دین کی تعلیم و تربیت دینے کی تلقین اس میں شامل ہے۔ یہ دو بڑی عبادات ایسی لے لی گئیں جو روزمرّہ زندگی میں بہت اہمیت رکھتی ہیں اور جن پر عمل کرنے والے کا رویّہ محسوس طور پر سامنے ہوتا ہے۔

دین کا یہی وہ تقاضا تھا جس کے تحت جناب لقمان اپنے فرزند کو اہم ذمہ داریوں کی تلقین کرتے دکھائے گئے ہیں۔ ضروری نہیں کہ انہوں نے عمر میں ایک ہی مرتبہ نصیحت کی ہو، یہ تو ایک موقع کی گفتگو ہے جسے قرآن میں ایک اچھی مثال کی حیثیت سے شامل کیا گیا ہے۔

اسی تقاضے کے تحت حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام اور یعقوب علیہ السلام نے اپنے اپنے بیٹوں کو نصیحت و تاکید کی کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے دین متعین کر دیا ہے۔ پس جب تم کو موت آئے تو اس حال میں آئے کہ تم مسلم ہو (البقرہ - ۱۳۲)۔ پھر حضرت یعقوبؑ آخری لمحات میں اولاد سے

استفہام تعلیمی کے پیرائے میں پوچھتے ہیں کہ: "مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ بَعْدِیْ" ؟ میرے بعد تم کس کی عبادت کرو گے اور کسے رب و الٰہ قرار دو گے؟ سعادت مند اولاد کا جواب بڑا مبارک ہے کہ نَعْبُدُ اِلٰهَكَ وَاِلٰهَ اٰبَآئِكَ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ اِلٰهًا وَّاحِدًا وَّنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ (بقرہ ۲-۱۳۳) یعنی ہم اسی الٰہ واحد کی عبادت میں زندگی گذار دیں گے جو آپ کا، حضرت ابراہیمؑ، حضرت اسمٰعیلؑ اور حضرت اسحٰقؑ کا الٰہ ہے۔ اور ہم اسی کے مطیع و منقاد ہیں۔

پھر قرآن میں دوسرے رخ سے یوں بھی بات کی گئی کہ قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا .... الخ (۶۶-۶) یعنی اپنے آپ کو اور اپنے ساتھ اپنی اولادوں کو بھی آخرت کے عذاب نار سے بچانے کی فکر کرو[1]۔ یہ تعلیم دیتے ہوئے اُخروی سزا کا اجمالی تصور دلا کر گویا جذبات و احساسات کو جھنجھوڑا دیا گیا ہے کہ وہاں دوزخ کی آگ ایسی ہے کہ "انسان اور پتھر اس کا ایندھن ہوں گے، اُس پر تند خو اور سخت گیر فرشتے مقرر ہوں گے جو کبھی اللہ کے حکم کی نافرمانی نہیں کریں گے الخ" (۶۶-۶)

اسی طرح قرآن میں یہ احساس دلایا گیا ہے کہ جن اہل و عیال کی خوشیوں کے لیے نہ جانے تم کیا کیا جتن کرتے ہو، اور جن کے لباس، خوراک اور نازبرداریوں کے لیے مال خرچ کرتے ہو، اگر تم انہیں دین کا پابند نہ بناؤ گے تو یہ سمجھ لو کہ تم جہنم کا ایندھن تیار کر رہے ہو اور اپنے پیاروں کو تم سخت گیر فرشتوں کی نگرانی میں حوالۂ عذاب کرنے کے لیے اُن کی پرورش کر رہے ہو۔ کیا تمہیں جنت میں بھی پورا سکھ چین مل سکے گا جب کہ تمہارے جگر کے ٹکڑے شعلوں میں لپٹے ہوں گے۔

قرآن کے طالب علم کی توجہ اس امر پر بھی جانی چاہیے کہ یہ سورۂ تحریم کی آیت تھی جس کے شروع ازواج مطہرات کی طرف سے ایک طرح کی محاذ آرائی کر کے دباؤ ڈالنے کی کوشش کا ذکر ہے۔ اسی

---

[1] دلچسپ بات یہ ہے کہ ہماری سابق انگریزی حکومت کے ضابطۂ ملازمت میں بھی اسی مطالبۂ دین کے متوازی یہ مطالبہ شامل تھا کہ ہر سرکاری ملازم اپنے زیر کفالت اہل و عیال کو حکومت کا وفادار بنائے گا، اور اس کی مخالفت سے روکے گا اور یہ اصولی بات ہر حکومت چاہتی ہے، سو خدا کی گورنمنٹ کا یہ مطالبہ کوئی عجیب ناقابل فہم چیز نہیں، جو اس کا وفادار ہو اُس کے لیے لازم ہے کہ وہ بیوی بچوں اور دیگر زیر کفالت لواحقین کو بھی اسی کی وفاداری پر استوار کرے۔

واقعہ کو پس منظر میں رکھ کر مسلم سوسائٹی کو خصوصی توجہ دلائی گئی کہ اگر تم اپنے گھروں کی فضا کو دین کے ساتھ پوری طرح ہم آہنگ نہ کرلوگے تو تمہارے نظامِ معاشرت میں خلل آئے گا اور تمہارے گھروں میں ہی مخالفانہ محاذ قائم ہوجائیں جو تمہاری قوتوں کو اپنی طرف متوجہ کرکے تمہیں اعداو اشرار کی سرکوبی کے قابل نہیں چھوڑیں گے۔

جو لوگ گھر والوں کو راہِ حق پر ساتھ لے کے چلیں، اُن کو قرآن میں یہ بشارت دی گئی ہے کہ:۔ هُمْ وَأَزْوَاجُهُمْ عَلَى الْأَرَائِكِ مُتَّكِئُونَ (۳۶ — ۵۶) یعنی وہ اور اُن کی بیویاں شہ نشینوں پر تکیے لگائے ہوئے ہم مجلس ہونگے۔ یہاں أَزْوَاجُهُمْ سے مراد نگارانِ جنت (حوروں) کو بھی لیا جاسکتا ہے۔ مگر دوسرے مفہوم کا دروازہ بھی بند نہیں۔

سورۃ المومن میں حاملینِ عرش کے منصب پر فائز جلیل القدر فرشتوں کی جو دعا اہل ایمان کے لیے مذکور ہے، اس کا ایک جزو یہ ہے: رَبَّنَا وَأَدْخِلْهُمْ جَنَّاتِ عَدْنٍ الَّتِي وَعَدْتَهُمْ وَمَنْ صَلَحَ مِنْ آبَائِهِمْ وَأَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيَّاتِهِمْ (۴۰ — ۸) یعنی اے رب! اہل ایمان کو اور اُن کے ساتھ صالح باپ دادا صالح بیویوں اور صالح اولاد کو بھی جنتِ عدن میں داخلہ دے جس کا تو نے اُن سے وعدہ کر رکھا ہے۔

سورۃ الانشقاق میں "حسابِ یسیر" کا شرف پانے والے اور دائیں ہاتھ میں اعمال نامہ وصول کرنے والے شخص کے متعلق کہا گیا ہے کہ وَيَنْقَلِبُ إِلَىٰ أَهْلِهِ مَسْرُورًا (۸۴ - ۱۳) کہ وہ اپنے گھر والوں کے پاس خوش خوش پہنچے گا تاکہ انہیں اُخروی نتیجے کی مسرت سے آگاہ کرے اور انہیں بھی اس میں شریک کرے۔ دین سے انحراف کرنے والے اہل وعیال سے تو کسی کی ملاقات کا آخرت میں سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

اِن آیات سے یہ واضح ہوا کہ جس شخص نے اپنے اہل وعیال اور رشتہ داروں کو دینی تعلیم و تربیت دی ہوگی وہ آخرت میں خود بھی رحمتِ حق سے بہرہ مند ہوگا اور اس کے ساتھ اس کے اہل وعیال اور والدین اور دیگر اقربا و اعزہ بھی فلاح وسعادت میں شریک اور یکجا ہوں گے۔ بخلاف اس کے جس شخص نے اہل وعیال اور اہل خاندان[1] میں نہ دعوتِ حق کو پھیلایا ہوگا، نہ دین کی تعلیم و تلقین کا کام کیا ہوگا،

---

[1] (۲۶ — ۲۱۴)

شر ذہن و اخلاق کی تربیت کی فکر کی ہوگی۔ اس پر ایک تو اس بڑی کوتاہی کی گرفت بھی ہوگی اور پھر اگر وہ مجموعی خدمات کے بل پر بچ بھی نکلا تو وہ ان بیوی بچوں کو نہ پاسکے گا جن کی محبت میں اس نے عمر گذاری اور جن کو کھلانے پلانے اور آرام پہنچانے کے لیے اس نے مشقتیں کیں اور خود اپنے مفاد اور آرام کو قربان کیا۔ اسی طرح وہ اپنے والدین اور بزرگان خاندان اور اعزہ و اقربا کے اس گروہ سے بھی بچھڑ جائے گا جنہوں نے زندگی کی صحیح راہ اختیار نہیں کی۔

اہل و عیال کے مختصر حلقے سے آگے، خاندان کے وسیع دائرے کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ہوا کہ۔ وَأَنذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ (۲۶-۲۱۴) یعنی ہم سب پر ذمہ داری اپنی ذات ہی کی نہیں، ازواج و اولاد کی بھی ہے اور بزرگوں اور اقربا کی بھی۔ سیدھی سی بات ہے کہ دنیا میں انسان جس سے محبت کرتا ہے یا جس کا احسان مند ہوتا ہے، اس کی بھلائی چاہتا ہے، اس سے نیک سلوک کرنا چاہتا ہے، تو ایک مومن و مسلم کے اپنے بزرگوں، عزیزوں اور محسنوں کے ساتھ حسنِ سلوک کا سب سے اہم اور اچھا راستہ یہ ہے کہ وہ انہیں خدا پرستی اور اقامتِ دین کی تلقین کرے۔

اولاد کے متعلق قرآن میں ایک زبردست انتباہ بھی ہے۔ مغفلین کی تو خیر ان چیزوں پر توجہ ہی نہ جائے گی، لیکن شعوری ایمان رکھنے والے لوگوں کے لیے یہ بہت بڑی بات ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَاعْلَمُوا أَنَّمَا أَمْوَالُكُمْ وَأَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ (۸-۲۸) یعنی اچھی طرح جان لو کہ تمہارے مال اور تمہاری اولادیں وجہِ آزمائش ہیں۔ اس مختصر جملے کی توضیح میں آیت ماسبق مدد دیتی ہے۔

فرمایا: لَا تَخُونُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ وَتَخُونُوا أَمَانَاتِكُمْ وَأَنتُمْ تَعْلَمُونَ (۸-۲۷) خطاب ہے اہل ایمان سے کہ جانتے بوجھتے اللہ اور اس کے رسولؐ کے خیانت نہ کرو، اپنی امانتوں (یعنی اسلامی تحریک اور جماعت اور حکومت اور اداروں اور افراد کی سپرد کردہ ذمہ داریاں اور مالی یا دیگر امانات) میں غداری کے مرتکب نہ ہو۔ یہاں آگے اموال و اولاد کے فتنہ ہونے کا انتباہ دیا گیا ہے۔ دونوں باتوں کو ملائیں تو مفہوم یہ نکلے گا کہ آدمی دانستہ خدا اور رسولؐ سے خیانت کا ارتکاب کرتے ہوئے یا امانت اور ذمہ داریوں میں خیانت کرتے ہوئے بالعموم مال و اولاد کی کشش اور تحریک کی زد میں ہوتا ہے۔ گویا مال و اولاد اسی

کشمکش میں خاصا بڑا دخل رکھتے ہیں جو ایک صاحبِ ایمان کو زندگی میں ہر آن درپیش رہتی ہے۔ مال تو بے جان شے ہے، اس کے متعلق اپنے ہی نفس کی تربیت کرنی پڑتی ہے۔ لیکن اولاد کا معاملہ ایسا ہے کہ اگر بچوں کی تربیت خدا کے دین کے منشا اور تحریکِ اسلامی کے مزاج کے مطابق کر دی جائے تو وہ کش مکشِ خیر و شر میں مومن کے ساتھ ہو کر معرکہ آرا ہوتے ہیں۔ اور اگر ان کی تربیت میں کوتاہی رہ جائے تو وہ مخالف محاذ پر کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اگر کوئی نظریاتی محاذ نہ بھی ہو تو خود مال و دولت، ساز و سامان، نمود و نمائش کی ہوس میں پڑ کر آدمی کو تھوڑا بہت بندۂ دُنیا بنا دیتے ہیں۔ جو اہلِ ایمان اولاد کو بندۂ خدا نہ بنا سکیں اُن کو نتیجہ یہی دیکھنا پڑتا ہے کہ اُن کی آنکھوں کے سامنے ان کا سارا کنبہ (یا بیشتر) بندۂ دُنیا بن کے رہ جاتا ہے، اور خود ان کی اپنی ذات بھی گھر میں اُمڈنے والے سیلابِ غلاظت کی موجوں سے محفوظ نہیں رہتی۔

احادیث اور صحابہ کی زندگیوں کے واقعات اور اقوال اور بعد کے تجربات کو میں اس لیے نہیں لے رہا کہ نہ وقت زیادہ ہے، نہ قوت اور نہ صفحات میں جگہ۔

اُوپر کی گفتگو سے یہ اصولی حقیقت واضح ہو گئی ہو گی کہ خاندانوں، خصوصاً بیویوں اور اولادوں کے متعلق اہلِ ایمان کی ذمہ داریاں عنداللہ کیا ہیں! اور ہم لوگ ان ذمہ داریوں کو پورا نہ کر کے کون سے عذرات آخرت میں پیش کر سکیں گے۔

احتیاط

ترجمان القرآن میں ضرورتِ استدلال کے لیے آیات و احادیث شائع ہوتی رہتی ہیں۔ قارئین سے گذارش ہے کہ جن اوراق پر آیات و احادیث ہوں۔ ان کا خاص احترام ملحوظ رکھیں تاکہ بے ادبی نہ ہونے پائے۔

(ادارہ)